نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حج

ترجمہ : رشاد احمد اعظمی

حج اسلام کا ایک ایسا عظیم رکن ہے جس میں اس دین کی حکمت وعظمت نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے اور جس کے ذریعہ امت کے اندر اتفاق واتحاد اور ہم آہنگی استحکام پذیر ہوتی ہے۔ حج کے نمایاں اعمال وافعال میں سے احرام باندھنا اور تلبیہ پڑھنا ہے کعبہ کا طواف اور صفاو مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے۔ عرفہ میں وقوف اور پھر منیٰ کے اندر کنکریاں مارنا اور قربانی دینا ہے۔ اگر انسان غور کرے تو ان سارے اعمال کو اللہ کی حکمت ودانائی سے بھرپور پائے گا۔

مثال کے طور پر احرام کو لیں جس سے حج کی ابتداء کی جاتی ہے۔ احرام دراصل جملہ نفسانی شہوات ورغائب سے منہ پھیرنے اور ان تمام باتوں اور کاموں سے بچنے اور رکنے کا نام ہے جو اللہ کی نافرمانی اور اس کے غیظ وغضب کا موجب بنتے ہیں۔ احرام اللہ کی ذات اور اس کی عظمت وشان میں غور وفکر کا نام ہے تلبیہ پڑھنا، انہی نافرمانی والے کاموں اور باتوں سے دور رہنے اور خلوص کا اعلان ہے اسی طریقہ سے طواف صرف ایک عمارت کے اطراف چند پھیرے اور چکر لگانے کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ کی ذات بابرکات سے دل لگانے کا نام ہے۔ گویا کہ دل ذات بابرکات کی تلاش میں سرگرداں ہے بالکل اسی طرح جیسے ایک تڑپتا عاشق اپنے منعم محبوب کی تلاش وجستجو میں لگا ہو جس کی نعمتیں تو وہ اپنے آس پاس پاتا ہو لیکن اس کو دیکھنے سے قاصر ہو.... سعی جو کہ طواف کے بعد کی جاتی ہے یہ رحمت الٰہی کے دو علامتی جگہوں کے درمیان دوڑ لگانے اور سرگردانی و جستجوئے مسلسل کا نام ہے تاکہ اللہ کی رحمت و مغفرت اور اس کی خوشنودی حاصل کی جاسکے.... پھر عرفہ میں وقوف کا نمبر آتا ہے جہاں بندہ احساساتِ بندگی کا پیکر ہو کر اپنے رب کی جناب میں گڑگڑاتا ہے دل خشیت الٰہی سے بھرے ہوتے ہیں۔ ہاتھ رحمت میں اٹھے ہوتے ہیں ۔ زبانیں دعاؤں سے لبریز ہوتی ہیں۔

اس کے بعد انسان منیٰ میں آتا ہے۔ جہاں وہ کنکریاں مارتا ہے۔ رمی یا کنکریاں مارنا ان جملہ انسانی خواہشات اور شہوانی معاملات کو دبانے اور ترک کرنے کے عزم سے عبارت ہے جو انسانی نفس میں انگڑائیاں لیتے رہتے ہیں اور انسان کو ظلم وزیادتی اور اپنے رب سے نافرمانی پر ابھارتے رہتے ہیں....اور آخر میں قربانی کا عمل انسان صادر کرتا ہے قربانی انسانی نفس کی پاکیزگی اور اخلاص عمل کی بلندیوں کو چھونے سے عبارت ہے۔

اس عمل میں انسان تمام دنیوی و نفسانی میلانات ورجحانات سے بلند ہونے اور اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنا مقصد اور وطیرۂ زندگی بنانے کا اعلان واظہار کرتا ہے۔ انسان انسانی اعمال واقوال کی پستیوں اور رذالتوں سے نکلنے اور پاکیزہ لوگوں کے درمیان اپنا مقام پیدا کرنے کی خواہش کا اقرار کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا حج مبارک

آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں سوائے ایک حج کے اور کوئی حج نہیں ادا فرمایا جو کہ دسویں ہجری میں منعقد ہوا تھا اس حج کو حجۃ الوداع کے نام سے دنیائے اسلام میں جانا جاتا ہے۔ اس حج کو حجۃ الوداع اس لئے کہا گیا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا تھا کہ شاید آپ ﷺ کی حیات مبارکہ اتنی لمبی نہ ہو کہ اگلا سال مکمل کر پائے۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر صحابہ کرامؓ سے یہ فرمایا تھا کہ تم مجھ سے اپنے حج کے ارکان واعمال سیکھ لو، کیونکہ مجھے نہیں معلوم اس سال کے بعد شاید پھر تم لوگوں سے یہاں ملوں۔ آپ ﷺ کی یہ باتیں مسلمانوں کو الوداع کہنے کے برابر تھیں اور جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا اگلے حج کے آنے سے قبل آپ ﷺ وفات پاگئے۔

نبی کریم ﷺ کے عمرے

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے قتادہ سے روایت کیا ہے اور قتادہ نے کہا کہ حضرت انسؓ نے آپ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے ادا فرمائے ۔ سارے کے سارے ذوالقعدہ کے مہینہ میں ادا کئے گئے تھے۔ سوائے اس عمرہ کے جو آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ ادا فرمایا تھا۔

امام نوویؒ نے اپنی صحیح مسلم کی شرح میں اس کی تشریح کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ ایک عمرہ چھٹی ہجری میں ادا کیا گیا تھا جو کہ "عام الحدیبیہ" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ مسلمان اس موقع پر مکہ میں داخل ہونے سے روک دیئے گئے تھے۔ حدیبیہ میں احرام کھولا گیا تھا اور اس کو ایک مکمل عمرہ شمار کیا گیا تھا ۔ دوسرا عمرہ ساتویں ہجری میں ذوالقعدہ کے مہینے میں ادا کیا گیا تھا ۔ یہ عمرہ "عمرہ قضاء" کے نام سے معروف ہے۔ تیسرا عمرہ آٹھویں ہجری کے ذوالقعدہ کے مہینہ میں تھا جو کہ فتح مکہ کا سال ہے اور چوتھا عمرہ آپ ﷺ نے حج کے ساتھ ادا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس عمرہ کا احرام ذوالقعدہ میں باندھا تھا لیکن عمرہ کی ادائیگی ذوالحجہ کے مہینہ میں کی گئی تھی۔

حجۃ الوداع کی تفاصیل

جیسا کہ پہلے بتلایا جا چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سوائے ایک حج کے اور کوئی حج اپنی حیات مبارکہ میں ادا نہیں فرمایا تھا اس حج کو "حجۃ الوداع" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کی روایات مختلف صحابہ کرامؓ سے آتی ہیں۔ بہر حال حضرت جابر بن عبداللہؓ نے اس حج کی تفاصیل انتہائی دقت کے ساتھ بیان کی ہیں۔ حضرت جابرؓ نے حج کے اس واقعہ کو انتہائی پرکشش انداز میں پوری خوش اسلوبی اور سلاست وروانی سے ذکر کیا ہے۔ انؓ کے بیان کردہ واقعات کی تفاصیل وجزئیات اس طرح ہیں :

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں : دسویں ہجری میں لوگوں کے درمیان یہ اعلان کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ اس سال حج کا ارادہ فرما رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی مدینہ منورہ انسانی نفوس کے جم غفیر سے ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ ہر شخص چاہ رہا تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نیت کرے اور جس طرح آپ ﷺ اعمال حج ادا کریں وہ بھی ایسے ہی ادا کرے۔

نبی کریم ﷺ پچیسویں یا چھبیسویں ذوالقعدہ کو مدینہ منورہ سے نکلے اور ساتھ میں آپ ﷺ نے قربانی کا جانور لیا۔ ہم بھی

آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ نکلے ہمارے ساتھ ہماری بیویاں اور بچے بھی نکلے۔ جب ہم ذوالحلیفہ پہنچے تو اسماءؓ بنت عمیس نے محمد بن ابو بکرؓ کو جنم دیا۔ (ذوالحلیفہ مدینہ منورہ یا ادھر سے آنے والوں کیلئے حج کی میقات ہے) اسماءؓ نے نبی کریم ﷺ سے معلوم کرایا کہ اب وہ کیا کریں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم غسل کر لو اس کے بعد اچھی طرح کچھ کپڑے رکھ کر باندھ لو (تاکہ خون بہنے اور پھیلنے نہ پائے) پھر احرام باندھ لو۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھی اور خاموش رہے (یعنی نماز کے بعد آپ ﷺ نے تلبیہ شروع نہیں کیا۔ تلبیہ آپ ﷺ نے اس وقت شروع کیا جب آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو گئے۔ تفاصیل آگے آ رہی ہیں)

احرام

پھر آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوئے جب آپ ﷺ کی اونٹنی برابر ہو کر چلنے لگی تو آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے حج کا تلبیہ شروع کیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: میں نے حد نگاہ تک آپ ﷺ کے سامنے نظر دوڑائی ہر طرف سواروں اور پیدل چلنے والوں کا جم غفیر تھا۔ آپ ﷺ کے دائیں طرف بھی یہی بات نظر آئی اور بائیں طرف بھی یہی حال تھا اور آپ ﷺ کے پیچھے بھی یہی کیفیات تھیں۔ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان تھے چونکہ آپ ﷺ پر قرآن کریم کا نزول بھی ہوتا تھا اور آپ ﷺ اس کی تاویلات و مطالب بھی جانتے تھے اس لئے جب آپ ﷺ کسی بھی بات پر عمل کرتے تھے تو ہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

تلبیہ

آپ ﷺ نے اس طرح تلبیہ پڑھنا شروع کیا:

لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، ان الحمد والنعمة لک والملک، لا شریک لک۔

(ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اے اللہ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں! آپ کا کوئی شریک و ساجھی نہیں۔ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اے اللہ! ساری تعریفیں اور ستائش اور نعمتیں آپ کی ہیں ہر چیز کے مالک آپ ہی ہیں آپ کا کوئی شریک و ساجھی نہیں)۔

بعض صحابہ کرامؓ تلبیہ کے ان الفاظ میں یہ اضافہ بھی کر دیتے تھے: **لبیک ذالمعارج لبیک ذالنواضل۔** نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ان زوائد الفاظ کی تردید نہیں فرمائی۔ لیکن آپ ﷺ اپنا تلبیہ پڑھتے رہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: اور ہم کہہ رہے تھے ہم حاضر ہیں آپ کی جناب میں اے اللہ! ہم حج کے ساتھ حاضر ہیں۔ **لبیک اللھم لبیک بالحج۔** ہم نے حج مفرد کے علاوہ اور کسی چیز کی نیت نہیں کی تھی۔ ہمیں اس وقت تک (حج کے مہینوں میں) عمرے کی مشروعیت کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قصہ

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ عمرہ ادا کرنے آئیں۔ جب آپؓ "سرف" پہنچیں (جو کہ تنعیم سے قریب ہے اور مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے) تو آپؓ کو نسوانی علت شروع ہو گئی۔

(باقی تفاصیل یہاں درج نہیں ہیں لیکن یہ تفاصیل اس طرح ہیں کہ آپؓ نے حج کے باقی سارے اعمال ادا کئے سوائے طواف کے جب آپؓ حیض سے پاک ہو گئیں تو آپؓ نے طواف پورا کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی پھر نبی کریم ﷺ نے آپؓ سے فرمایا کہ تم اپنے حج

اور عمرہ دونوں سے حلال ہو گئی ہو، یعنی اب تم احرام کھول سکتی ہو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ لوگ حج اور عمرہ دونوں کے ساتھ جائیں اور میں صرف حج کے ساتھ ؟ ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : تم کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ دوسروں کو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ میں اپنے دل میں ایسا محسوس کر رہی ہوں کہ میں نے طواف کعبہ اس وقت تک نہیں کیا جب تک میرا حج مکمل نہیں ہو گیا نبی کریم ﷺ نے نہایت نرم خو تھے آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن ابو بکرؓ سے فرمایا : تم عائشہؓ کو لے کر جاؤ اور تنعیم سے اس کو عمرہ کراؤ۔

مکہ میں داخلہ اور طواف

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں : یہاں تک کہ ہم ذوالحجہ کے چوتھے دن کی صبح آپؐ کے ساتھ خانہ کعبہ آئے ۔ نبی کریم ﷺ مسجد کے پاس تشریف لائے اور آپؐ نے اپنی اونٹنی کو وہاں بٹھایا۔ پھر آپؐ مسجد میں داخل ہوئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا (اپنے طواف میں) آپؐ نے تین مرتبہ رمل کیا اور چار مرتبہ معمول کی طرح چلے اس کے بعد آپؐ مقام ابراہیم کے پاس تشریف لے گئے اور آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی : (واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی)

آپؐ نے اپنی آواز بلند کی تاکہ لوگ بھی سنیں ۔ پھر آپؐ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان کر کے دو رکعتیں نماز پڑھیں۔ دونوں رکعتوں میں آپؐ نے (قل یا ایھا الکافرون) اور (قل ھو اللہ احد) پڑھا۔ پھر آپؐ زمزم کی طرف تشریف لے گئے۔ آپؐ نے زمزم نوش فرمایا اور سر پر بھی کچھ گرایا۔ پھر حجر اسود کی طرف دوبارہ تشریف لے گئے اور بوسہ دیا۔

صفا مروہ کے درمیان سعی

نبی کریم ﷺ اس کے بعد صفا کی طرف تشریف لے گئے۔ جب آپؐ صفا کے قریب ہوئے تو آپؐ نے یہ آیت پڑھی : (ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ...)۔ پھر آپؐ نے فرمایا : میں شروع کرتا ہوں اس جگہ سے جس سے اللہ نے (اس آیت میں) شروع کیا ہے۔ آپؐ نے صفا سے شروعات کی آپؐ اس پر چڑھے۔ یہاں تک کہ جب آپؐ کو کعبہ نظر آنے لگا تو آپؐ نے اس کی طرف رخ فرمایا : اللہ کی وحدانیت اور تین مرتبہ اس کی تکبیرات بلند کی اور اس کی تعریفیں بیان کیں اور آپؐ نے فرمایا :

" لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ، لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت و ھو علی کل شئ قدیر۔ لاالہ الا اللہ وحدہ، انجز وعدہ و نصر عبدہ و ھزم الا حزاب وحدہ "

آپؐ نے اس کے درمیان دعائیں فرمائیں اور اس طرح تین مرتبہ دہرایا ۔ (پھر آپؐ صفا سے اترے) اور چلتے ہوئے مروہ کی طرف تشریف لے جانے لگے۔ جب آپؐ کے قدم وادی کے اندر پہنچے (بطن الوادی کو آج کل دو سبز علامتوں سے متعین کر دیا گیا ہے جو کہ صفا سے اترنے کے بعد تھوڑی ہی دور ملتا ہے تو آپؐ ہلکے ہلکے دوڑنے لگے۔ جب ہم بطن الوادی سے باہر نکلے تو پھر آپؐ چلنے لگے یہاں تک کہ مروہ پہاڑی کے پاس پہنچے اور اس پر چڑھ گئے۔ جب اس پر سے کعبہ نظر آنے لگا تو آپؐ نے ایسے ہی کیا جیسا کہ صفا پر آپؐ نے کیا تھا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں : جب مروہ پر آخری طواف میں آپؐ پہنچے تو آپؐ نے لوگوں کو مخاطب فرمایا اور کہا : اے لوگو، اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی جو مجھے اب بعد میں معلوم ہوئی ہے۔ تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا اور میں اس کو عمرہ قرار دیتا

اس لئے اگر تم میں سے کوئی اپنے ساتھ جانور نہ لایا ہو تو وہ احرام کھول دے اور اس کو (اب تک کے سارے اعمال کو) عمرہ قرار دے۔

اس وقت سراقہؓ بن مالک جعثم کھڑے ہوئے اور دریافت کیا: اے اللہ کے رسولؐ: کیا یہ (حکم) صرف اس سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کیلئے؟ آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیا اور فرمایا کہ عمرہ حج میں قیامت تک کیلئے داخل ہو گیا۔ آپؐ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی (یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنا اب جائز قرار دے دیا گیا ہے۔ ان جاہلی خیالات کے برعکس جن کے مطابق حج کے مہینوں میں عمرہ جائز نہیں تھا یا یہ کہ حج کے ساتھ عمرہ کو ملا سکتے ہیں یعنی عمرہ کے افعال میں قیامت تک کیلئے داخل ہو گئے)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ پھر ہمیں حکم دیا گیا کہ جب ہم احرام کھول دیں تو (حج کے بعد) قربانی دیں۔ قربانی میں اشتراک کیا جا سکتا ہے ایک اونٹنی میں سات آدمی اور جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ تین دن (مکہ میں) روزہ رکھے اور جب وطن لوٹے تو سات دن روزہ رکھے۔

احرام کھولنے میں صحابہ کرامؓ کا تردد

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: یہ بات ہم پر بہت گراں گزری ہم بطحا کی طرف نکلے۔ ہم میں سے کوئی کہہ رہا تھا کہ آج کے دن میں اپنے گھر والوں ہی کی طرح کروں گا۔ بہر حال ہم نے آپس میں رائے مشورہ کیا ہم نے کہا کہ ہم صرف حج کی نیت سے نکلے ہیں حج کے علاوہ ہماری اور کوئی نیت نہ تھی اور نہ ہی ہم حج کے علاوہ اور کچھ چاہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف چار یا پانچ راتیں باقی رہ جائیں تو ہمیں حکم دیا جائے کہ ہم اپنی بیویوں کے پاس جائیں اور پھر عرفہ جائیں؟ ہم اس کو عمرہ کیسے قرار دے سکتے ہیں جب کہ ہم حج کی نیت سے نکلے تھے؟

یہ باتیں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچیں۔ ہمیں نہیں معلوم وحی کے ذریعہ یا لوگوں کے ذریعہ۔ بہر حال آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے یہ خطبہ دیا۔ آپؐ نے پہلے اللہ کی حمد و توصیف بیان فرمائی پھر کہا: اللہ کا واسطہ اے لوگو! کیا تم مجھے نہیں جانتے؟ تم جانتے ہو کہ میں تمہارے درمیان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ سب سے زیادہ سچا ہوں اور نیک ہوں۔ جس کا میں نے حکم دیا ہے وہ تم بجالاؤ۔ اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی اسی طرح احرام کھولتا جس طرح تم کھول رہے ہو لیکن میں احرام اس وقت تک نہیں کھول سکتا جب تک کہ قربانی کا جانور اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے۔ اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہو جاتی جو اب بعد میں معلوم ہوئی ہے تو میں قربانی کا جانور لاتا ہی نہیں اس کے بعد سارے لوگوں نے احرام کھول دیئے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: ہم اپنی عورتوں کے پاس گئے ہم نے خوشبوئیں لگائیں اپنے کپڑے پہنے ہم نے آنحضرت ﷺ کی باتیں مانیں اور آپؐ کی اطاعت کی۔ تمام لوگوں نے احرام کھولا اور اپنے بالوں کو تھوڑا تھوڑا کاٹا۔ سوائے نبی ﷺ کے اور ان لوگوں کے جن کے ساتھ قربانی کے جانور تھے۔

حضرت علیؓ کی یمن سے آمد

حضرت علیؓ یمن سے نبی کریم ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کے ساتھ تشریف لائے۔ آپؐ نے دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ ان لوگوں میں سے تھیں جن لوگوں نے احرام کھول دیا تھا۔ بالوں میں کنگھیاں کر لی تھیں۔ رنگین کپڑے پہن لئے تھے اور سرمے لگا لئے تھے۔ حضرت علیؓ پر یہ باتیں گراں گزریں۔ آپؓ نے دریافت فرمایا: تمہیں اس کا کس نے حکم دیا؟ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: میرے والد

نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ حضرت علیؓ اس کے بعد جیسا آپ عراق میں لوگوں سے کہا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے حضرت فاطمہؓ پر کافی اکھڑے اور بگڑے ہوئے تھے۔ آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت فرمایا، جس کا حضرت فاطمہؓ نے آپؓ سے ذکر کیا تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا، اس نے سچ کہا۔۔۔ میں نے ہی اس کو اس کا حکم دیا تھا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے دریافت فرمایا کہ: تم نے جب حج کا ارادہ کیا تھا تو کیا نیت کی تھی؟ حضرت علیؓ نے کہا میں نے کہا تھا اے اللہ میں اس چیز کی نیت کر رہا ہوں جس کی آپ کے رسول ﷺ نے کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تب میرے ساتھ قربانی کے جانور ہیں اس لئے تم احرام نہ کھولنا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ یمن سے جو اونٹ لائے تھے اور جو اونٹ نبی کریم ﷺ مدینہ سے لائے تھے۔ سب کی تعداد ملا کر سو تھی۔

آٹھویں دن منیٰ کو روانگی

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: ترویہ کے دن (جو کہ ذوالحجہ کا آٹھواں دن ہے) تمام لوگ منیٰ کی طرف روانہ ہوئے مکہ سے لوگوں نے حج کی نیت کی منیٰ میں ظہر، عصر مغرب عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھی گئیں۔ پھر آپؐ نے اس وقت تک انتظار فرمایا جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو گیا۔ (امام نوویؒ یہاں شرح کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ منیٰ میں رات گزارنا سنت ہے یہ نہ تو حج کا رکن ہے اور نہ ہی واجب اگر کسی وجہ سے منیٰ میں رات نہ گزاری جا سکے۔ تو اس کی وجہ سے کوئی قربانی نہیں دینا پڑے گی) اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے میدان نمرہ میں جو کہ عرفات کے مغرب میں واقع ہے ایک قبہ لگانے کا حکم فرمایا۔

نبی کریم ﷺ منیٰ سے روانہ ہوئے قریش کو اس بات میں کوئی شبہ نہ تھا کہ آپؐ مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس ضرور رک جائیں گے اور وہیں قیام فرمائیں گے۔ جیسا کہ قریش زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے۔ لیکن نبی کریم ﷺ یہاں سے گزر گئے اور عرفہ پہنچ گئے وہاں آپؐ نے دیکھا کہ آپؐ کے لئے نمرہ میں قبہ نصب کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ آپؐ اس میں تشریف لے گئے۔

عرفات میں داخلہ اور خطبہ

جب سورج زوال پذیر ہوا تو آپؐ نے اپنی اونٹنی قصویٰ کو لانے کا حکم دیا آپ اس پر سوار ہوئے جب آپؐ وادی میں پہنچے تو آپ نے لوگوں کو یہ خطبہ دیا:

"تمہارے خون اور تمہاری جائیداد تمہارے لئے اسی طرح حرمت کا درجہ رکھتے ہیں جس طرح تمہارا آج کا یہ دن، تمہارا موجودہ مہینہ اور تمہارا یہ شہر، زمانہ جاہلیت کی تمام باتیں آج میرے ان دونوں قدموں کے نیچے روند دی گئی ہیں۔ زمانہ جاہلیت کے خون (کے تمام دعوے) ختم کر دیئے گئے ہیں اور سب سے پہلا خون کا دعویٰ جو میں ختم کر رہا ہوں وہ دعویٰ ابن ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب کے خون کا ہے جو ہمارے خاندان کا ہے۔ اسی طرح سے زمانہ جاہلیت کے سود (کے تقاضے) میں ختم کر رہا ہوں اور سب سے پہلا سود (کا تقاضا) جو میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا ہے جو ہمارے خاندان کا سود ہے تمام کا تمام آج ختم کر دیا گیا ہے۔

اے لوگو! اپنی عورتوں کے (حقوق کے) بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر اپنایا ہے اور ان کی شرمگاہیں اللہ کے نام سے اپنے لئے جائز کی ہیں۔ ان کے اوپر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو سونے نہ دیں اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ہلکی سی مار مارو۔ ان کا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ تم انہیں مناسب طور پر کھانے پینے اور پہننے کیلئے دو۔

میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جب تک تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب ہے تم سے میرے بارے میں دریافت کیا جائے گا تم کیا جواب دو گے ؟لوگوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے اپنا پیغام ہم تک پہنچایا۔ ساری باتیں بتلائیں۔ امت کو نصیحتیں کیں اور جو آپؐ پر حقوق تھے وہ آپؐ نے ادا کیے۔ آپؐ نے اپنی شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "اے اللہ! آپ گواہ رہیں، اے اللہ! آپ گواہ رہیں"۔

اس کے بعد حضرت بلالؓ نے اذان دی پھر اقامت کہی اور ظہر کی نماز پڑھی گئی۔ پھر اقامت کہی گئی اور عصر کی نماز پڑھی گئی۔ دونوں نمازوں کے درمیان کوئی (سنت) نہ پڑھی گئی۔ پھر آپؐ اپنی اونٹنی قصوئی پر سوار ہوئے اور موقف میں تشریف لائے۔ آپؐ نے اپنی اونٹنی قصوئی کا رخ (جبل رحمت کے نیچے پھیلی ہوئی) کنکریوں کی طرف کیا اور قبلہ کی طرف رخ فرمایا (اور دعاؤں میں معروف ہو گئے) آپ ﷺ وہاں برابر اس وقت تک کھڑے رہے جب تک کہ سورج غروب نہ ہو گیا اور سرخی تھوڑی سی غائب نہ ہو گئی آپ ﷺ نے فرمایا: "میں یہاں کھڑا ہوا جب کہ سارا عرفہ موقف ہے"۔

عرفات سے روانگی

نبی کریم ﷺ نے اسامہ بن زیدؓ کو اپنے پیچھے (اونٹنی) پر بٹھایا۔ اور وہاں سے چلے۔ آپؐ نے اپنی اونٹنی قصوئی کی لگام اس طرح کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر گردن کی طرف مڑا ہوا تھا۔ لوگوں کی طرف آپؐ اپنے دائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے لوگو! پرسکون ہو کر۔۔۔۔ پرسکون ہو کر۔۔۔۔ جب کبھی کسی پہاڑی پر آتے تو اونٹنی کی لگام کو تھوڑا سا ڈھیلا کر دیتے تاکہ وہ چڑھ سکے۔

مزدلفہ میں رات گزارنا

جب آپؐ مزدلفہ تشریف لائے تو آپؐ نے وہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے ایک ساتھ پڑھیں۔ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ۔ دونوں کے درمیان۔۔۔ کوئی نفل نماز آپؐ نے نہیں پڑھی۔ پھر آپؐ لیٹ گئے۔ یہاں تک کہ طلوع فجر ہو گئی آپؐ نے فجر کی نماز ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی پھر آپؐ اپنی اونٹنی قصوئی پر سوار ہوئے اور مشعر الحرام تشریف لائے۔ آپؐ پہاڑی پر چڑھے اور قبلہ کا رخ فرمایا۔ پھر آپؐ نے اللہ کی حمد و تعریف، تکبیر و تہلیل کے ساتھ اس کی وحدانیت بیان کی۔ آپؐ برابر اس وقت تک کھڑے رہے۔ جب تک کہ مکمل اجالا نہ ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا: میں تو اس جگہ کھڑا ہوں جب کہ مزدلفہ سارے کا سارا موقف ہے۔

مزدلفہ سے واپسی

سورج طلوع ہونے سے قبل ہی آپ ﷺ مزدلفہ سے روانہ ہو گئے ۔ آپؐ پر سکون و اطمینان چھایا ہوا تھا ۔ جب آپؐ "وادی محسر" میں پہنچے تو اپنی اونٹنی کو تھوڑا تیز تیز چلانے لگے اور لوگوں کو پرسکون ہو کر چلنے کی تلقین فرمائی۔

جمرہ کبریٰ کو کنکریاں مارنا

پھر آپ ﷺ نے وہ راستہ اختیار فرمایا جو کہ سیدھا جمرہ کبریٰ کی طرف نکلتا ہے۔ جب آپ جمرہ کے پاس پہنچے تو آپؐ نے اس کو سات کنکریاں ماریں۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔ ہر کنکری پھینکتے ہوئے آپؐ اللہ اکبر کہتے تھے آپؐ یہ کنکریاں اپنی اونٹنی کے اوپر سے پھینک رہے تھے اور فرماتے جا رہے تھے کہ : مجھ سے اپنے حج کے اعمال و افعال سیکھ لو۔ کیونکہ مجھے نہیں معلوم میں اس حج کے بعد دوبارہ حج کر سکوں گا (کنکریاں مارنے کی اس ابتداء کے ساتھ ہی تلبیہ ختم ہو جاتا ہے)۔

ایام تشریق میں کنکریاں مارنا

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں :آپؐ نے یوم النحر کے بعد ایام تشریق میں ہر دن زوال شمس کے بعد کنکریاں ماریں (ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ قربانی کے دن کے علاوہ دوسرے دنوں میں کنکریاں زوال کے بعد ماری جائیں)۔

قربانی اور سر منڈوانا

پھر نبی کریم ﷺ قربان گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ آپؐ نے 63 اونٹوں کی قربانی اپنے ہاتھ سے کی۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ سے باقی اونٹوں کی قربانی کیلئے فرمایا۔ حضرت علیؓ نے باقی اونٹوں کی قربانی دی۔ آپ نے اپنی قربانی میں آپ کو بھی شریک کیا پھر نبی کریم ﷺ نے ہر اونٹ میں سے ایک حصہ کاٹنے کا حکم فرمایا۔ ایک ہانڈی میں سب کو ملا کر پکایا گیا۔ آپ دونوں نے گوشت کھایا اور شوربہ نوش فرمایا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں : ہم سات سات افراد اونٹوں کی قربانی میں شریک ہوئے کسی شخص نے آپؐ سے دریافت کیا : کیا گائے میں بھی شرکت کی جا سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا : گائے بھی قربانی کے جانوروں میں سے ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں : ہم قربانی کے جانوروں میں سے تین دن کے علاوہ نہیں کھاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اجازت عطا فرمائی اور فرمایا : کھاؤ اور جا کر رکھو۔ چنانچہ ہم نے کھایا اور جاپایا۔ یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ بھی جا کر لائے۔

کوئی حرج نہیں ! کوئی حرج نہیں !

نبی کریم ﷺ نے قربانی فرمائی اور سر کے بال کٹوائے یوم النحر میں آپؐ منیٰ میں بیٹھے رہے۔ اس دن کسی نے بھی کسی چیز کے متعلق جو اس نے وقت سے پہلے کر لیا تھا کوئی سوال نہ کیا ہو مگر آپؐ نے جواب میں فرمایا : کوئی حرج نہیں ! کوئی حرج نہیں !

یہاں تک کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ : میں نے قربانی سے پہلے ہی بال منڈوا لئے ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : کوئی حرج نہیں۔ دوسرا شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے ہی سر کے بال کاٹ لئے ؟ آپؐ نے فرمایا : کوئی بات نہیں تیسرا شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں کنکریاں مارنے سے پہلے ہی طواف (افاضہ) کر لیا۔ آپؐ نے فرمایا : کوئی مضائقہ نہیں۔ چوتھا شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے قربانی سے قبل ہی طواف کر لیا۔ آپؐ نے فرمایا : کوئی حرج نہیں ۔ ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے کنکریاں مارنے سے قبل ہی قربانی دے دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا : اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

منیٰ اور مکہ ہر جگہ قربانی کی جاسکتی ہے

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے یہاں قربانی دی ہے لیکن منیٰ سارے کا سارا قربان گاہ ہے۔ مکہ کی سب گلیاں اور راستے قربان گاہ ہیں جہاں چاہو قربانیاں دو۔

یوم النحر کا خطبہ

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے یوم النحر میں ہمیں ایک خطبہ دیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا تھا: کون سا دن سب سے زیادہ باحرمت ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: آج کا یہ دن۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا: کون سا مہینہ سب سے زیادہ باحرمت ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: ہمارا موجودہ مہینہ۔ آپؐ نے پھر سوال کیا: کون سا شہر سب سے زیادہ حرمت کا حامل ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: ان کا اپنا شہر (مکہ)۔ آپؐ نے پھر فرمایا: تمہارے خون اور تمہاری جائیداد ایک دوسرے کیلئے اسی طرح باحرمت ہیں جس طرح کہ یہ دن، یہ شہر اور یہ مہینہ۔ پھر آپؐ نے پوچھا: کیا میں نے (اللہ کا) پیغام آپ تک پہنچادیا ہے یا نہیں؟ لوگوں نے کہا: آپؐ نے پہنچادیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! آپ گواہ رہیں۔۔۔ آپ گواہ رہیں۔ پھر آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور لوگوں نے طواف کیا (یہاں حضرت جابرؓ نے بات کو مجملاً بیان کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں نے بھی طواف کیا جنہوں نے عمرہ کی نیت کی تھی اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تھی اور احرام کھول دیا تھا ان لوگوں نے منیٰ سے لوٹنے کے بعد ایک مرتبہ اور طواف کیا لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ ایک ساتھ کیا تھا ان لوگوں نے صرف ایک مرتبہ طواف کیا۔) پھر آپؐ عبد المطلب کے بیٹوں کے پاس تشریف لے گئے جو کہ زمزم کے کنویں پر لوگوں کو پانی سے سیراب کر رہے تھے آپؐ نے فرمایا: اے عبد المطلب کے بیٹو! لوگوں کو سیراب کرو۔ اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ ٹوٹ پڑیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ کنویں سے پانی نکالتا اور لوگوں کو سیراب کرتا۔ لوگوں نے آپؐ کو ایک ڈول نکال کر دیا اور آپؐ نے اس کو نوش فرمایا (اس کے بعد نبی کریم ﷺ منیٰ واپس تشریف لائے اور وہاں ایام تشریق کے دن گزارے۔ ہر دن تینوں جمرات کو کنکریاں مارتے تھے۔)

منیٰ میں رات گزارنا

امام نوویؒ فرماتے ہیں: منیٰ کے اندر ایام تشریق کی راتیں گزارنا ضروری ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے اس میں اختلاف صرف یہ ہے کہ کیا یہ راتیں گزارنا واجب ہیں یا سنت؟ امام شافعیؒ کے اس میں دو قول ہیں۔ صحیح قول وجوب کے متعلق ہے اور یہی رائے ابن عباسؓ، حسنؓ اور امام ابو حنیفہؒ کی بھی ہے۔ جن کے ہاں راتیں گزارنا واجب ہے اگر وہ راتیں نہیں گزارتے ہیں تو اس کی وجہ سے ایک قربانی واجب ہو جائے گی اور جن کے ہاں سنت ہے راتیں نہ گزارنے کی وجہ سے کوئی قربانی واجب نہیں ہو گی گو کہ مستحب ہے۔

رات کا کس قدر حصہ گزارنا چاہئے؟ اس میں دو اقوال ہیں امام شافعیؒ کا صحیح قول اس سلسلہ میں یہ ہے کہ رات کا اکثر حصہ گزارنا چاہیے۔ دوسرے قول کے مطابق ایک پہر گزارنا چاہیے۔

(بشکریہ: ماہنامہ صراط مستقیم، برمنگھم، برطانیہ)